غُثَآءً اَحْوٰی کے معنی

جناب محمد رفیق صاحب

ماہنامہ ترجمان القرآن (شمارہ مئی ۱۹۸۸ء) میں جناب محمد فاروق صاحب (بھارت) کا ایک مضمون "اسلام کا فلسفۂ اخلاق" شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے سورۂ اعلیٰ کی آیت نمبر ۵ میں غُثَآءً اَحْوٰی کا ترجمہ ایسی گھنی نباتات کیا ہے جو سیاہی مائل سرسبز و شاداب ہو۔ سورۂ اعلیٰ کی آیت نمبر ۴، ۵ کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے:

وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۝ اور جس نے نباتات اُگائیں، پھر اُن کو
فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ۝ گھنی سرسبز و شاداب بنایا۔

اِس ترجمے کی غلطی کے بارے میں شیخ نور الٰہی صاحب ایڈووکیٹ (گجرات) نے بھی ایک خط کے ذریعے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ مزید برآں اس سے ملتا جلتا ترجمہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی کیا ہے اور ان کے نزدیک "غُثَآءً" کے معنی وہ سبزہ ہے جو زمین کی زرخیزی کی وجہ سے اچھی طرح گھنا اور سیاہی مائل ہوگیا ہو۔ اور اُن کے نزدیک "اَحْوٰی" کے معنی وہ سیاہی مائل سُرخی یا سبزی ہے جو کسی شے پر اس کی تازگی، شادابی اور زرخیزی کی وجہ سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس ترجمے کے قائلین کی مزید تحقیق یہ ہے کہ "غُثَآءً" کے معنی اگرچہ "سیلاب کے خس و خاشاک" کے بھی ہیں، مگر یہ معنی یہاں مراد نہیں ہیں۔ کیوں کہ اس لفظ (غُثَآءً) کی صفت اَحْوٰی آئی ہے جس سے اُن کے خیال میں وہ سیاہی ہرگز مراد نہیں لی جا سکتی جو کسی شے کی کہنگی، بوسیدگی اور پامالی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

لیکن ہمیں "غُثَآءً اَحْوٰی" کے اس مذکورہ ترجمے سے سخت اختلاف ہے، کیونکہ یہ ترجمہ قرآن مجید

کی قطعی نص اور عربیت کے خلاف ہے۔ اور ہمارے نزدیک اِن دونوں آیات کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

"اور جس نے نباتات اُگائی، پھر اُسے سیاہ کوڑا کر دیا۔"

قرآنی دلیل | عربی زبان میں غُثَاءً کے معنی وہ نہیں ہیں جو ان حضرات نے سمجھے ہیں۔ بلکہ اس کے اصل معنی خس وخاشاک ہی کے ہیں۔

سورۂ مومنون میں قومِ صالحؑ پر عذاب کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ:

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ	پھر ہمارے وعدۂ برحق کے مطابق اُن کو سخت
فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ج	آواز (عذاب) نے آپکڑا اور ہم نے اُن کو
(المومنون آیت: ۴۱)	خس وخاشاک (کی طرح پامال) کر دیا۔

مذکورہ آیت میں "غُثَآءً" کے معنی خس وخاشاک اور "سیاہ کوڑے" کے آئے ہیں۔ اور اس سے گھنا سیاہی مائل سبزہ مراد نہیں لیا جا سکتا۔

عربی لُغت کے دلائل | مشہور عربی لُغت لسان العرب میں اہلِ لُغت کی یہ تصریحات موجود ہیں کہ "غُثَاءً أَحْوٰی کے معنی سیاہ خشک گھاس یا خس وخاشاک کے ہیں۔

۱۔ الفراء فی قوله تعالیٰ: وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۝ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی، قال: اذا صار النبت يبيسًا فهو غُثَآءً، والاحوى الذی قد اسود من القدم والعتق، وقد يكون معناه أيضًا أخرج المرعى - أى اخضر فجعله غُثَآءً بعد خضرته فيكون مؤخرا معناه التقديم - والاحوى: الاسود من الخضرة، كما قال: مُدْهَآمَّتٰنِ۔

(لسان العرب - ابن منظور، جلد ۱۴ ص ۲۰۷)

(فراء نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ "وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۝ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی" کے بارے میں کہا ہے کہ جب نباتات سُوکھ کر خشک ہو جائے تو اُسے غُثَاءً کہتے ہیں۔ اور اَحْوٰی اُس چیز کو کہتے ہیں جو بوسیدگی اور قدامت کی وجہ سے سیاہ ہو جائے۔ اس کے معنی یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی کہ اُسے سبز اُگایا اور

پھر خشک کر دیا اور اس طرح دونوں جملوں میں تاخیر و تقدیم ہو گئی ہے اور اَحْوٰی کے معنی زیادہ سرسبز و شاداب ہونے کی وجہ سے سیاہ ہونے کے بھی ہیں، جیسے (قرآن میں) مُدْهَآمَّتٰنِ (دو سرسبز سیاہی مائل باغ) آیا ہے۔

۲۔ وقال الزّجاج فی قوله تعالیٰ: اَلَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فجعله غُثَآءً اَحْوٰی، قال: جعله غُثَآءً جففه حتّٰی صیّره هشیمًا جافاً کالغثاء الذی تراه فوق السیل، وقیل معناه اخرج المرعی الاحوی أی اخضر فجعله غثاءً بعد ذٰلك أی یابسًا۔

(لسان العرب۔ ابن منظور، جلد ۱۵، ص ۱۱۶)

ترجمہ۔ الزجاج نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ اَلَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ٥ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ٥ کے بارے میں کہا ہے کہ غُثَاءً بنا دینے سے مراد یہ ہے کہ اس سبزے اور نباتات کو خشک اور چورا بنا دیا جیسے سیلاب کے اوپر خس و خاشاک نظر آتے ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں اخرج المرعی الاحوی یعنی سبز نباتات کو اُگایا اور پھر اس کے بعد اسے غُثَاءً یعنی خشک کر دیا۔

۳۔ ابن قتیبہ نے "تفسیر غریب القرآن" میں لکھا ہے کہ:

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً أی یبسًا (پھر اسے غُثَاءً بنا دیا یعنی خشک بنا دیا)۔ (اَحْوٰی) اسود من قدمه واحتراقه (جو بوسیدگی یا جل کر راکھ ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو چکا ہو) (تفسیر غریب القرآن ص ۵۲۴، طبع بیروت)

۴۔ مشہور لغوی مفسر علامہ زمخشری نے غُثَاءً کے بارے میں یہ تحقیق کی ہے۔

وهو الحمیل السیل مما بلی واسود من العیدان والورق۔

(الکشاف للزمخشری، جلد ۳، ص ۳۲ مطبوعہ بیروت)

"غُثَاءً" سے مراد سیلاب کے خشک اور سیاہ خس و خاشاک ہیں جو اصل میں بوسیدہ لکڑیوں کے ٹکڑے اور درختوں اور پودوں کے سوکھے ہوئے پتے ہوتے ہیں۔

اسی تفسیر میں "غُثَآءً اَحْوٰی" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ:

اَحْوٰی صفة لغثاء : ای (اخرج المرعٰی) انبته (فجعله)
بعد خضرته ورفيفه (غُثَآءً اَحْوٰی) درِيْنًا اُسود، ويجوز
ان يكون حالاً من المرعٰی : ای اخرجه احوٰی اسود من شدّة
الخضرة والرّیّ فجعله غثاء بعد حوّته۔

(الكشاف للزمخشری، جلد ۴، ص ۲۴۳ - مطبوعہ مصر)

(اَحْوٰی یہاں غُثَاءً کی صفت کے طور پر آیا ہے۔ گویا اَخْرَجَ الْمَرْعٰی سے مُراد ہے کہ نباتات اُگائی اور فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی یعنی اس کو تر و تازہ سبزہ بنانے کے بعد سیاہ خشک کر دیا۔ اور یہ معنی بھی جائز ہیں کہ اَحْوٰی حال ہو المرعٰی کا۔ اس صورت میں مفہوم یہ ہے کہ سبزہ اُگایا جو تر و تازگی اور شادابی کی وجہ سے سیاہی مائل تھا اور اس کے بعد اسے خشک سیاہ بنا دیا۔

۵ ۔ مشہور مفسر قرطبی نے غثاء کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"الغثاء ۔ الشیٔ الیابس یعنی غُثَاءً سے خشک چیز مراد ہے۔

پھر اس کی مزید تشریح یہ کی ہے کہ:

الغثاء ما يقذف به السيل علی جوانب الوادی من الحشيش والنبات والقماش ۔ یعنی غُثَاءً سے مراد وہ گھاس پھوس اور کوڑا کرکٹ ہے جسے سیلاب وادیوں کے کناروں پر پھینک دیتا ہے۔

ويقال للبقل والحشيش اذا تحطم ويبس : غثاء وهشيم۔

یعنی جب سبزہ اور گھاس ریزہ ریزہ اور خشک ہو جائیں تو اسے غُثَاء یا هَشِيْم کہا جاتا ہے۔

پھر اسی تفسیر میں غُثَآءً اَحْوٰی کے بارے میں مشہور ماہرینِ لغت ابو عبیدہ اور عبد الرحمٰن بن زید کے یہ اقوال بھی موجود ہیں۔

وقال ابو عبيدة : فجعله اسود من احتراقه وقدمه ۔ والرطب اذا يبس اسودّ ۔ وقال عبد الرحمٰن بن زيد : اخرج المرعٰی اخضر،

ثمّ لمّا یبس اسودّ من احتراقه، فصار غثاء تذهب به الریاح والسّیول۔

(ابو عبیدہ نے اس غثاء احوٰی کے بارے میں کہا ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ اُسے بوسیدہ ہونے یا جل کر راکھ ہونے کی وجہ سے سیاہ کوڑا کر دیا، اور سبزہ جب خشک ہو جاتے تو سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور عبد الرحمٰن بن زید کا قول ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز نباتات اُگائی۔ پھر جب وہ خشک ہوئی اور سیاہ راکھ بن گئی تو وہ غثاء ہے جسے ہوائیں اُڑاتی ہیں اور سیلاب بہالے جاتے ہیں۔

(ان حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی، جلد ۱۰، ص ۱۷، ۱۸، طبع بیروت)

۶۔ تفسیر البحر المحیط میں ابن حیان اندلسی نے غُثاء احوٰی کے ضمن میں لکھا ہے:

قال ابن عباس المعنی فجعله غثاءً اَحْوٰی- اَی اسود لأنّ الغثاء اذا قدم واصابته الامطار اسود وتعفّن فصار اَحْوٰی

(البحر المحیط، لابن حیان اندلسی، جلد ۸، ص ۴۵۸)

(ابن عباسؓ کا قول ہے کہ غثاء اَحوٰی کے معنی ہیں کہ غثاء یعنی خشک نباتات سیاہ ہو گئی کیونکہ خشک نباتات جب بوسیدہ ہو جاتی ہے تو بارش وغیرہ کے اثر سے سڑ کر سیاہ ہو جاتی ہے اور اَحوٰی ہونے کے یہی معنی ہیں)۔

۷۔ تفسیر قاسمی (محاسن التاویل) میں محمد جمال الدین قاسمی نے سورۂ اعلیٰ کے اس مقام کی تفسیر اس طرح کی ہے:

اَلْمَرْعٰی: اَی اَخرج من الارض مرعی الانعام من صنوف النبات "فجعله" اَی بعد خضرته ونضرته "غُثَآءً" اَی جافًّا یابسًا تطیر به الریح۔

"احوی" اَی اسود، صفة مؤكدة (لغثاء) لانّ النبات اذا یبس تغیّر إلی (الحوّة) وهی السواد۔

(تفسیر قاسمی، جلد ۱۰، ص ۱۲۶، طبع بیروت)۔

د..... اَلْمَرْعٰی کے معنی ہیں کہ زمین سے مختلف قسم کی نباتات اُگائیں جو مواشیوں کے لیے گھاس چارہ ہے۔ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً یعنی اس نباتات کو سرسبزی وشادابی کے بعد اسے ایسا خشک کر دیا جیسے ہوا اُڑائے پھرتی ہے۔

اور "اَحْوٰی" کے معنی "سیاہ" کے ہیں اور یہ غُثَاءً کی صفت کے طور پر آیا ہے کیونکہ جب سبزہ خشک ہو جاتا ہے تو اس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔)

۸ — تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عباسؓ سے غُثَاءً اَحْوٰی کی یہ تفسیر بھی منقول ہے کہ:

—(فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی) قَالَ ابن عباس: هَشِيْمًا مُتَغَيِّرًا۔

(بحوالہ تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، ص ۵۰۰، طبع بیروت)

یعنی اس سے مراد ہے سیاہ رنگ میں تبدیل شدہ کوڑا یا چورا۔

لغت و تفسیر کی ان تصریحات سے درج ذیل امور بالکل واضح ہیں:

۱— لفظ غُثَاءً کے لغوی معنی یہ ہیں:

خس وخاشاک، سوکھی ہوئی گھاس پھونس، خشک نباتات، خشک چورا اور کوڑا وغیرہ۔

۲— لفظ اَحْوٰی کے لغوی معنی دو ہیں:

۱— ایسی نباتات جو کہنگی اور بوسیدگی کی وجہ سے سیاہ ہو چکی ہو۔

۲— ایسی نباتات جو تازگی وشادابی اور زرخیزی کی وجہ سے سیاہ مائل سبز ہو گئی ہو۔

۳— پھر جن لوگوں نے لفظ اَحْوٰی کو غُثَاءً کی صفت مانا ہے، انہوں نے اس کے پہلے معنی مراد لیے ہیں یعنی کہنگی اور بوسیدگی کی وجہ سے سیاہ ہونے کا مفہوم۔

اور ان کے نزدیک دونوں آیات کا مطلب یہ ہے کہ:

"وہ جس نے نباتات اگائی اور پھر اسے سیاہ خس وخاشاک بنا دیا"۔

۴— جن لوگوں نے اَحْوٰی کو اَلْمَرْعٰی کی صفت مؤخر قرار دیا ہے۔ انہوں نے اَحْوٰی کو مذکورہ دوسرے معنوں میں لیا ہے اور ان کی رائے میں دونوں آیات کا مفہوم یہ ہے۔

"وہ جس نے سیاہی مائل سبز نباتات اگائی اور پھر اسے خس وخاشاک بنا دیا"۔

گویا 'اَحْوٰی' کے دو مختلف لغوی معنوں کے باوصف جس مفہوم پر علمائے لغت و مفسرین کرام

کا کامل اتفاق اور اجماع ہے وہ یہ ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ وعجیبہ ہے کہ اس نے پہلے سبزہ پیدا کیا اور ہر طرح کی نباتات اُگائی اور پھر کچھ عرصے کے بعد اُسے خس وخاشاک اور خشک وسیاہ چورے میں تبدیل کر دیا۔"

سورۂ اعلیٰ کی ان دونوں آیات کی یہی تفسیر قرآن مجید کے دوسرے نصوص اور نظائر سے مطابقت رکھتی ہے۔ مثال کے طور پر اُس کی درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

۱۔ سورۂ زمر میں ارشاد ہوا:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے۔ پھر اُسے چشمے بنا کر زمین میں چلا دیتا ہے۔ پھر اُس کے ذریعے سے مختلف رنگوں کی کھیتی اُگاتا ہے۔ پھر وہ خوب بڑھتی ہے۔ پھر تُو اُسے زرد شدہ دیکھتا ہے۔ پھر وہ اُسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے، بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے بڑی نصیحت ہے۔

(الزمر۔ آیت۔ ۲۱)

۲۔ سورۂ حدید میں فرمایا گیا ہے:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ

جان لو کہ دُنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد چاہنا ہے۔ جیسے بارش کی حالت کہ اس کی روئیدگی سے کسان خوش ہو جائیں پھر وہ اُبھرے اور تم اُسے زرد دیکھو، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔

(الحدید۔ آیت۔ ۲۰)

۳۔ سورہ کہف میں بیان ہوا:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ○

(الکہف - ۴۵)

اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو جیسے پانی کہ جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر زمین کی روئیدگی پانی کے ساتھ مل گئی۔ پھر وہ ریزہ ریزہ ہوگئی، جسے ہوائیں اُڑاتی پھرتی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

آخری آیت میں وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ (اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے) سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ سرسبز نباتات اُگانا اور پھر اُسے زرد، خشک اور سیاہ خس وخاشاک کر دینا اور اُسے چورا چورا بنا دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور یہی مضمون سورۃ اعلیٰ کی زیر بحث آیات میں بھی دہرایا گیا ہے۔ اور یہ چیز قرآن مجید میں تصریف آیات کے اسلوب کے بالکل مطابق ہے کہ ایک ہی مضمون بار بار کئی طرح سے بیان ہوتا ہے۔ اور اس سے ایک اور مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے کہ اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضَهٗ یعنی قرآن کا بعض حصہ اُس کے بعض حصے کی تفسیر کرتا ہے۔ گویا قرآن اپنی تفسیر آپ کر دیتا ہے۔

اب جو لوگ ان آیات کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ:

○ اللہ تعالیٰ نے نباتات اُگائی اور پھر اُسے گھنا اور سرسبز وشاداب بنا دیا"

تو یہ مفہوم لینے میں چند در چند کمزور پہلو ہیں۔

۱۔ اس مفہوم میں پہلا کمزور پہلو یہ ہے کہ اس میں لفظ "غُثَآءً (خس وخاشاک) کے وہ صحیح معنی شامل نہیں ہیں جو قرآن مجید اور عربیت میں مستعمل ہیں اور جس کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۲۔ اس مفہوم میں دوسرا کمزور پہلو یہ ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کا صرف ایک جز بیان ہوتا ہے کہ اُس نے سرسبز وشاداب نباتات اُگائی۔ اور اتنی بات کے اظہار کے لیے دو آیتیں نازل کی گئیں۔ اس کے برعکس صحیح مفہوم کے مطابق دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور

ابتدا سے انتہا تک کامل طور پر ہوتا ہے کہ اُس نے سرسبز نباتات اُگائی اور پھر ایک وقت آیا جب اُسے سیاہ چورے اور خس وخاشاک میں تبدیل کر دیا۔

۳ ۔ اس مفہوم میں تیسرا اہم پہلو یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی کے لفظ اَخْرَجَ سے صرف نباتات کو زمین سے اُگا دینے کی حالت مُراد لی گئی ہے اور بعد کے مراحل مثلاً اس کا بڑھنا اور پھلنا پھولنا مراد نہیں لیا گیا جب کہ قرآن مجید میں اَخْرَجَ کا لفظ اس طرح کے قرینے کے ساتھ جو یہاں موجود ہے، محض اُگانے کی حالت بیان کرنے کے لیے نہیں آتا بلکہ اس لفظ میں بعد کے مراحل — بڑھنا اور پھلنا پھولنا وغیرہ — کا مفہوم بھی شامل ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر سورۂ بقرہ میں ارشادِ الٰہی ہے کہ:

وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور اُس نے آسمان سے پانی اُتارا،
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ	پھر اُس سے تمہارے لیے کھانے کو
رِزْقًا لَّكُمْ ج	پھل نکالے۔

(البقرہ ۲۲)

اس آیت میں فَاَخْرَجَ آیا ہے اور اس کے ساتھ کھانے کے پھلوں کا ذکر ہے اور ظاہر ہے یہاں پر محض نباتات کے اُگنے کی حالت مراد نہیں ہے، بلکہ اس میں پھلنے پھولنے اور پکنے تک کی تمام حالتیں مُراد ہیں۔

۲ ۔ اسی طرح سورۂ فاطر آیت ۲۷ میں ارشاد ہوا کہ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ	کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ج فَاَخْرَجْنَا	پانی اُتارتا ہے، پھر اس کے ذریعے
بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا	سے پھل نکالتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

یہاں بھی فَاَخْرَجْنَا (پھر ہم نکالتے ہیں) کے ساتھ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا (پھل مختلف رنگوں کے) آیا ہے۔

اور معلوم ہے کہ زمین سے مختلف رنگوں کے پھل ابتدا میں نہیں نکلتے، بلکہ یہاں بھی اُگنے کے مرحلے

سے لے کر پھلنے پھولنے تک کے سارے مراحل شامل ہیں۔

۳۔ پھر سورۂ یٰسٓ آیت ۳۳ میں فرمایا گیا کہ:

وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ۝

اور ان کے لیے خشک زمین بھی ایک نشانی ہے، جسے ہم نے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا جسے وہ کھاتے ہیں۔

یہاں بھی أَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا (ہم نے اناج نکالا) اور ظاہر ہے کہ اُگنے کی ابتدائی حالت میں زمین سے اناج یا دانے نہیں اُگتے بلکہ پودے اور درخت اُگتے ہیں۔ لہٰذا یہاں بھی أَخْرَجْنَا کے لفظ میں نباتات کے اُگنے سے لے کر پھلنے پھولنے تک کی تمام حالتیں یکجا مراد ہیں۔

۴۔ اس مفہوم کا چوتھا کمزور پہلو یہ ہے کہ اس کا مضمون قرآن مجید کی دوسری بہت سی آیات کے مفہوم سے میل نہیں کھاتا اور اس کی مثالیں پہلے گزر چکی ہیں۔

خلاصۂ کلام خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سورۂ اعلیٰ کی زیر بحث آیات کا وہی مفہوم صحیح اور معتبر ہے جس کی تائید لغت سے ہوتی ہے، جس کی قرآنی نصوص اور نظائر سے موافقت موجود ہے اور جو اُمتِ مسلمہ کے تمام جلیل القدر مفسرین کرام کی متفقہ تفسیر کے بالکل مطابق ہے۔ اور جیسے پہلے بیان کر دیا جا چکا ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں، ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں۔

(ادارہ)